Research Journal Tahqeed
تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر 05، شمارہ نمبر 02، دسمبر-2024

شمس الرحمٰن فاروقی کے ناول کئی چاند تھے سر آسماں کے انگریزی ترجمے میں تخصیص و تنسیخ کا تجزیاتی مطالعہ

An analytical study of use of appropriation and abrogation technique in the English translation of "kai chand they sarr e aasman" by Shams Ur Rehman Farooqi

1. ڈاکٹر ارشد محمود (پوسٹ ڈاک ریسرچ اسکالر)
صدر شعبہ اردو، یونیورسٹی آف چکوال
2. ڈاکٹر غلام فریدہ اسسٹنٹ پروفیسر
3. ڈاکٹر فرخ ندیم اسسٹنٹ پروفیسر (شعبہ انگریزی)
انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

eISSN: 2789-6331
pISSN: 2789-4169

Copyright: © 2024 by the authors. This is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

The Mirror of Beauty " (originally titled "Kai Chand They Sarr-e-Aasman") by Shamsur Rahman Faruqi is a novel set in 19th-century India that captures the era's rich culture through the story of Wazir Khanum, mother of the poet Daagh Dehlvi. In translating his Urdu novel to English, Faruqi skillfully maintains the cultural and linguistic essence of the original, blending Urdu, Persian, and Sanskrit elements without translation, which challenges English dominance in postcolonial literature. Through "appropriation" and "abrogation," he uses English to express Indian identity while rejecting Eurocentric norms. His narrative, deeply rooted in Mughal and Indo-Persian aesthetics, serves as a powerful resistance to colonial cultural imposition, reclaiming space for indigenous voices.

Key words: Mirror of Beauty, cultural nuances, appropriation, abrogation, Postcolonial translation theory, Identity, cultural imperialism, Mughal aesthetics, indigenous voices

Research Journal
Tahqeed
تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر05، شمارہ نمبر02، دسمبر-2024

تخصیص و تنسیخ کی حکمت عملی

(Appropriation & Abrogation Technique)

ترجمے میں تخصیص و تنسیخ (Appropriation & Abrogation) دو اہم لسانی حکمت عملیاں ہیں جن کے انتخاب کا انحصار مختلف عوامل پر ہوتا ہے جیسا کہ ہدفی قارئین اور ترجمے کا مقصد وغیرہ ، بعض اوقات مترجم مطلوبہ مقاصد کے حصول کے لئے دونوں تکنیکس کو ملا کر بھی عمل میں لاتے ہیں بل ایشکرافٹ (Bill Ashcraft)جو کہ ایک معروف نقاد اور نظریہ ساز ہیں انہوں نے بالادست طبقے کی برتری کے ان اصولوں کے خلافت تجربات و حقائق کی فراہمی اور عکاسی کے لئے تخصیص کا تصور اپنی مشہور کتاب(The Empire writes Back 2002) میں پیش کیا۔

تخصیص(Appropriation) جسے(Domestication) بھی کہا جاتا ہے اس تکنیک میں ماخذ متن کو ہدفی قارئین کے سامنے زیادہ مانوس اور ثقافتی طور پر زیادہ موزوں بنا کر پیش کیا جاتا ہے اس میں ثقافتی حوالہ جات، تصورات، محاورات وغیرہ کو مساوی الفاظ سے تبدیل کرنا شامل ہے

ماہرین کے مطابق:

"Appropriation..... a term used to describe the ways in which postcolonial societies take over those aspects of the imperial culture ....language ,forms of writing ,film, theatre..........." (1)

یعنی اختصاص وہ عمل ہے جس کے ذریعے زبان کو اپنے ثقافتی تجربے کا بوجھ اٹھانے کے لئے استعمال میں لایا جاتا ہے اور مصنف یا مترجم اپنی فعال اور متحرک تخلیقی صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے انگریزی زبان کے تسلط کو چیلنج کرتا ہے اختصاص کے ذریعے مختلف ثقافتی علاقوں میں غاصبانہ کاروائیوں کی وضاحت کی جاسکتی ہے لیکن ان میں سب سے زیادہ طاقتور زبان اور متن کی قلمرو ہے جس میں غالب زبان اور اس کی متنوع شکلوں کو وسیع پیمانے پر مختلف ثقافتی تجربات کے لیے اور پھر ان تجربات کو وسیع تر ممکنہ سامعین تک پہنچانے کے لیے مختص کیا جاتا ہے۔ چینوا اچیبے نے جیمز بالڈون کا حوالہ دیتے ہوئے واضح کیا کہ اس طرح استعمال ہونے والی زبان ایک اور تجربے کا بوجھ برداشت کر سکتی ہے اور پھر یہ نوآبادیاتی دور کے بعد کی گفتگو میں سے تخصیص کی طاقت کا سب سے اہم اعلان بن گیا۔

جب کہ تنسیخ (Abrogation) سے مراد مابعد نوآبادیاتی مصنفین کی طرف سے استعمار کے اقدامات اور ان کی ثقافت کو مسترد کرتے ہوئے نوآبادیاتی ملک کے باشندوں کی مقامی ثقافت کو قانونی حیثیت اور جواز فراہم کرنا ہے۔ اس میں مخصوص طبقوں یا گروہوں کے ذریعے استعمال ہونے والے درست یا معیاری انگریزی کے تصور اور کم تر بولیوں کے متعلقہ تصورات کو مسترد یا منسوخ کرنا بھی شامل ہے اس تصور کو عام طور پر تخصیص کی اصطلاح کے ساتھ ملا استعمال کیا جاتا ہے کر تخصیص کی تکنیک کے ذریعے مرکز کی زبان کو تخلیقی انداز میں ضم اور تبدیل کیا جاتا ہے تاکہ مقامی ثقافتوں اور بنیادی حقائق کے موثر اظہار کے لئے جگہ پیدا کی جاسکے۔ یہ خود کو بااختیار بنانے کی ایک حکمت عملی ہے جسے نوآبادیاتی تصادم سے متاثر ہونے والی مختلف نسلوں اور اقوام کے کئی مابعد نوآبادیاتی مصنفین اور مترجمین اپنی مقامی ثقافت اور اپنے نقطہ نظر کو پیش کرنے اور فروغ دینے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

Abrogation refers to rejection by postcolonial writers of a normative concept of 'correct or Standard English used by certain class or group-------- the concept is usually employed in conjunction with the term appropriation. (2)

کچرو(Kachru 1983) نے زبان کی تخصیص کی چار حکمت عملیاں بیان کی ہیں (3) جب کہ بل ایشکرافٹ، گریفتھس اور ہیلن ٹفن نے (The Empire writes Back 2002) میں پانچ درج ذیل ذرائع کا تذکرہ کیا ہے۔

I. Glossing

Research Journal
Tahqeed
تحقیقی مجلہ
تحقید

جلد نمبر 05، شمارہ نمبر 02، دسمبر-2024

II. Untranslated Words

III. Syntatic Fusion

IV. Code Switching

V. Lexical Innovations

1۔ گلوسنگ (Glossing)

گلوسنگ کی حکمت عملی عام طور پر بین الثقافتی متون میں استعمال ہوتی ہے یہ کسی غیر انگریزی لفظ، شق یا جملے کی وضاحت ہوتی ہے جو ثقافتی افتراق اور مصنف کی اپنی شناخت کی بھی عکاسی کرتی ہے۔ یہ تشریح یا وضاحتی نوٹ ہوتا ہے جو بالعموم متن کے حاشیے میں دیا جاتا ہے مصنفین یا مترجمین ان مخصوص الفاظ، تاثرات، یا مقامی ثقافت وغیرہ کے ذریعے تحریروں میں اپنی شناخت شامل کر دیتے ہیں ایش کرافٹ کے مطابق گلوسنگ 20 یا 30 سال پہلے کے مقابلے میں بہت کم مروج ہے کیونکہ ایک طرف یہ تجریدی اصطلاحات کے لیے مناسب حوالہ جات کے ناکافی ہونے کی وجہ سے اور دوسری طرف یہ پلاٹ کی ہموار حرکت میں ایک طرح سے رکاوٹ بن جاتی ہے۔ جیسا کہ گلوس کرنے کی صورت میں مصنف کو متن میں وضاحتی نوٹس کو ایڈجسٹ کرنا پڑتا ہے ۔(4)

2۔ غیر ترجمہ شدہ الفاظ (untranslated words)

یہ معیاری انگریزی کی تخصیص کی ایک اور حکمت عملی ہے بل ایشکرافٹ کے مطابق یہ ایسی تکنیک ہے جو متن میں کچھ الفاظ کے کو بغیر ترجمہ کے چھوڑ دیتی ہے ثقافتی امتیاز کے احساس کے ابلاغ کے لیے وسیع پیمانے پر استعمال ہونے والا ایسا آلہ ہے جو نہ صرف ثقافتوں کے درمیان فرق کو واضح کرنے کے لیے کام کرتا ہے بلکہ ثقافتی تصورات کی تشریح کے ساتھ ساتھ گفتگو کی اہمیت کو بھی واضح کرتا ہے۔(5)

نو آبادیاتی مصنفین اکثر اوقات مقامی زبان کے الفاظ استعمال کرتے ہیں اور انہیں کسی وضاحت یا ترجمے کے بغیر جو کہ جوں کے توں رہنے دیتے ہیں مادری زبان کے یہ تمام غیر ترجمہ شدہ الفاظ، اصطلاحات یا تاثرات جن میں لباس، خوراک مذہب، رسومات وغیرہ شامل ہیں ثقافتی فرق کو اجاگر کرتے ہیں تمام ماہ بعد نو آبادیاتی مصنفین اس حکمت عملی کو اپنی شناخت اور مقامی انگریزی زبان کے تشریح کے اظہار کے لیے استعمال میں لاتے ہیں اسے نقل حرفی بھی کہا جا سکتا ہے جو عام طور پر ترجمے یا گلوزنگ کے بغیر لکھا جاتا ہے یہ نہ صرف ثقافتی فرق کو واضح کرتا ہے بلکہ قارئین کو متن سے آگے ان کے زیر مطالعہ ثقافتوں تک بھی لے جاتا ہے کیونکہ قارئین کو سیاق وسباق کے ذریعے ان الفاظ کے معنی کا اندازہ لگانا ہوتا ہے۔

نحوی ادغام (Syntactic fusion)

یہ حکمت عملی بھی مابعد نو آبادیاتی تحریروں کا ایک حصہ ہے جس کا انگریزی کے اختصاص میں اہم کردار ہے۔ یہ دولسانی عناصر یا ساختوں کا مرکب ہے جسے نحوی ادغام کہتے ہیں بل ایشکرافٹ اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ تکنیک مابعد نو آبادیاتی تحریر میں لسانی مواد کی کم واضح خصوصیت کے طور پر بہت زیادہ عام ہے مثال کے طور پر پاپوانیو گنی جیسا کثیر لسانی معاشرہ نحوی تغیرات کے لیے ایک بھرپور ذریعہ فراہم کرتا ہے (6)

مگر وہ اس تکنیک کو معیاری قرار نہیں دیتے ۔

کوڈ سوئچنگ (code switching)

ذولسانی معاشروں میں یہ عام رواج ہے کہ لوگ رابطے کے دوران ایک سے زیادہ زبانیں استعمال کرتے ہیں اور وہ ایک ہی گفتگو میں مختلف قسم کے الفاظ جملے اور شقیں تخلیق کرتے ہیں۔ یہ اثر نو آبادیاتی دور کے بعد کے معاشروں اور ان علاقوں کی زبانوں میں آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے۔ کوڈ سوئچنگ تخصیص کا ایک اہم آلہ ہے جس میں تخصیص کے عمل سے وقوع پذیر ہونے والی تبدیلی کو لکھنے کا سب سے اہم طریقہ دو یا دو سے زیادہ کوڈز کے درمیان سوئچ کرنے کی تکنیک ہے یعنی مابعد نو آبادیاتی ادب

میں معیاری انگریزی کو منسوخ کرنے اور ثقافتی امتیاز کو قائم رکھنے کے لیے مختص کرنے کے عمل میں دو یا دو سے زیادہ کوڈز کے درمیان سوئچنگ کو کوڈز سوئچنگ کہا جاتا ہے۔ کوڈ سوئچنگ یا کوڈ مکسنگ، کثیر لسانی معاشرے میں روانی سے رابطے کو یقینی بنانے کے لیے ایک موثر حکمت عملی کے طور پر کام کرتی ہے۔ ان کے اندر ہر ایک کی اپنی منفرد گرامر، نحو، تلفظ وغیرہ کے ساتھ کئی زبانیں موجود ہوتی ہیں کوڈ سوئچنگ میں دوران دراصل گفتگو کے اندر مختلف زبانوں (دو یا دو سے زیادہ) کے الفاظ کو استعمال کرنے کا عمل ہے اور کوڈ سوئچنگ میں مشغول ہونے کے دوران لوگ اپنی مادری زبان کے الفاظ کے ساتھ ساتھ غیر ملکی زبان سے ایسا جملہ بناتے ہیں جو قابل فہم ہو اس کا بار بار استعمال انہیں تکنیکی لحاظ سے سہولت فراہم کرتا ہے۔ برصغیر میں اس کی ضرورت خاص طور پر نو آبادکاروں کی وجہ سے ہوئی جو کہ اپنی ثقافت اور زبان لے کر آئے اور مقامی لوگوں پر مسلط کی یہ اثرات آج بھی موجود ہیں لہذا کثیر لسانی ماحول کی وجہ سے اس تکنیک کی اہمیت اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس میں پھر انٹر سنٹنشل (inter sentential) کوڈ سوئچنگ اور انٹرا سنٹنشل (intra sentential) کوڈ سوئچنگ کی حکمت عملی استعمال کرتے ہوئے کئی قسم کی لغوی/لسانی اختراعات متن کا حصہ بن کر سامنے آتی ہیں۔ یہ لسانی اختراعات (Lexical innovations) اس حقیقت کو بھی سامنے لاتی ہیں کہ معیاری انگریزی زبان روایتی کہاوتوں اور مقامی محاوروں کے اظہار کے لیے ناکافی ہے۔

کئی مصنفین نے اپنی تحریروں میں اس تکنیک کا بخوبی استعمال کیا ہے جیسا کہ ارون دھتی رائے اپنے ناول The God of SmallThings میں اپنی سماجی اور ثقافتی حقیقتوں کی عکاسی اور نمائندگی کرنے کے لئے انگریزی زبان کو مخصوص، منسوخ کرنے کی حکمت عملی کو بروئے کار لائی ہیں۔ جب کہ بیپسی سدھوا (Bapsi Sidhwa) نے Ice Candyman میں انگریزی کی تخصیص کی ہے اس ناول میں بھی برصغیر کی ثقافت اور معاشرت کی عکاسی کی گئی ہے۔ اس کے لئے انہوں نے کئی نئے نحوی سانچے بھی تشکیل دیے، اور ہندوستان لفظیات کو اجاگر کیا۔ احمد علی نے اپنے ناول Twilight in Dehli میں اسی تکنیک کا استعمال کیا جبکہ قرۃ العین حیدر نے آگ کا دریا کا انگریزی ترجمہ (River of Fire 1998) کرتے ہوئے بھی اس حکمت عملی سے کام لیا۔

کئی چاند تھے سر آسماں کے انگریزی ترجمے "دی مرر آف بیوٹی" میں تخصیص و تنسیخ کا جائزہ

شمس الرحمن فاروقی (2020-1935) کا ناول "کئی چاند تھے سر آسماں" (7) اپنے دامن میں ادبی، تاریخی اور تہذیبی شعور سمیٹے ہوئے ہے۔ اس ناول کو دور زیاں کا ثقافتی بیانیہ بھی قرار دیا گیا ہے. اس ناول میں فاضل مصنف نے اردو اور فارسی کے کئی قدیم اور مشکل الفاظ کے ساتھ ساتھ محاورات اور ضرب الامثال کو بھی فضا بندی کے لیے استعمال کرتے ہوئے تاریخ کے بدلتے ہوئے منظر نامے اور تہذیبی تصادم اور انسانی رشتوں کے پیچیدہ مسائل کو موضوع سخن بنایا ہے جس کی وجہ سے ناول کے رنگارنگ منظر نامے پر کئی دائرے ابھرتے ہیں۔

اس ضخیم ناول میں 200 سال پہلے کی دلی کی کوچے، محلے اور حویلیاں، طرز معاشرت، طرز کلام اور ان کے روز و شب کی تفصیلات بڑے اہتمام کے ساتھ ناول کے اوراق میں سمو دی گئی ہے جس کی وجہ سے تخلیقی سطح پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ علم و آگہی کے ساتھ تخیل کی ندرت اور جدت جب فن کی نادرہ کاری کے ساتھ آمیز ہوتی ہے تو ایسا شاہکار سامنے آتا ہے۔ شمس الرحمٰن فاروقی کثیر اللسان ادیب ہیں اس لیے انہوں نے اس ناول میں برصغیر کی تہذیب و ثقافت، آلات موسیقی، مذہبی رسومات، علاقائی پیشے، مختلف انواع کے کھانے، درباروں میں نشست و برخاست، موسم اور مقامی دستکاریاں نہایت مہارت کے ساتھ اجاگر کی ہیں پھر ان مقامی الفاظ کو دوسری زبان میں مکمل تفہیم کے ساتھ بیان کرنا بھی کار دشوار تھا مگر انگریزی ترجمے (8) "The mirror of Beauty" میں موزوں لغت کا انتخاب، ابلاغ، مفہوم کی ترسیل اور جملے کی ساخت کو برقرار رکھتے ہوئے ثقافتی ڈسکورس کو بھی ممکن بنایا ہے اور متن کی ادبیت کو بھی قائم رکھا ہے۔ منشائے مصنف کی کامیاب ترجمانی کرتے ہوئے ترجمے کی زبان اور ماحول کو روح عصر سے ہم آہنگ بھی کیا ہے۔

Research Journal
Tahqeed
تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر 05، شمارہ نمبر 02، دسمبر-2024

دہلی کی تہذیبی بازیافت اور وزیر خانم کے علاوہ کئی تاریخی کرداروں پر مشتمل اس ماحول کا جو بیانیہ تخلیق کیا گیا ہے وہ بھی کوئی معمولی نہیں۔ فاضل مترجم اس ناول کے اسلوب، زبان، محاورات، منظر نگاری، جزیات نگاری، علمی مباحث اور اشعار کی پیشکش وغیرہ کو انگریزی میں یوں منتقل کرتے ہیں کہ اس ناول کی تخلیقی فضا بھی مقدر نہیں ہوتی اور اس کا طلسم بھی قائم رہتا ہے۔ ناول کے ابتدائی چار ابواب جن کا بیانیہ لسانیاتی و محاوراتی نظام سے قریب نظر اتا ہے جو بعد میں قدیم کلاسیکی زبان میں تبدیل ہو جاتا ہے جس میں درباری زبان، رسمیاتی زبان، عورتوں کی زبان اور عربی فارسی آمیز اعلیٰ زبان کے علاوہ مقامی / علاقائی بولیوں کی جھلک بھی دیکھنے کو ملتی ہے لہٰذا اس عہد کی سماجیات کو ترجمہ کرتے وقت انگریزی متن میں کامیابی کے ساتھ منتقل کرنا مترجم کی لسانی مہارتوں کا بھی ثبوت ہے خاص طور پر یہ پہلو بھی نہایت عام ہے کہ ترجمہ کرتے وقت مترجم نے کئی لفظوں کے مترادف یا متبادل لفظ استعمال نہیں کیے بلکہ ان الفاظ کو ایسے ہی انگریز متن کا حصہ بنا دیا ہے کیونکہ کئی الفاظ ترجمہ کرتے وقت ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل ہوتے وقت اپنے معنی تبدیل کر دیتے ہیں جس کی وجہ لسانی انجذاب، طرز معاشرت اور ثقافتوں کا اختلاف ہوتا ہے شمس الرحمن فاروقی نے اپنے ناول کے انگریزی ترجمے کے خمیر میں مقامیت کو شامل کر کے اپنی زمین سے وابستگی کا ثبوت دیتے ہوئے ابلاغ کو بھی زیادہ موثر بنا دیا ہے۔ اس کی مثالیں ناول کے صفحات میں جا بجا نظر آتی ہیں۔

جیسے کہ فنون کی ہنر کاری کے حوالے سے جب قالین بافی کا ذکر کرتے ہیں تو لفظ "تعلیم" کو انگریزی ترجمے میں Training ،Schooling, Education یا Instruction جیسے متبادل الفاظ کے استعمال کے بجائے یوں ہی رہنے دیا ہے۔ کیوں کہ یہاں پر تعلیم کا لفظ کسی خاص سیاق و سباق میں استعمال ہوا ہے۔ ثقافت نگاری کے حوالے سے بات کی جائے تو حقہ مقامی تہذیب کی خاص علامت ہے مترجم نے حقہ کو (Hooka) ہی رہنے دیا۔ مہابلی کو Mohabli اور گڑ کو Gur ہی رکھا ہے۔ موسم کا ذکر ہو تو بیساکھ کو Baisakh لکھ کر ہندوستانی فضا کی اس مخصوص موسمی کیفیت کے اثرات کو قائم رکھنے کے ساتھ ساتھ اسے تہذیبی تحفظ بھی عطا کیا ہے۔ ہندوستان چونکہ ایک کثیر المذاہب ملک ہے۔ اس حوالے سے وہاں پر بسنے والے مختلف مذاہب کے رہنماؤں کے القابات اور مذہبی تقدس کے حامل الفاظ کو بھی ترجمے میں بعینہ تحریر کیا گیا ہے جیسے کہ لفظ پیشوا کو (Peshwa) دیوی کو (Devi)، پنڈت کو (Pandit) پروہت کو (Prohat) اور برہمن کو (Brahman) مسلمانوں کو (Mussalmans) اور سُنی کو (Sunni) ہی لکھا ہے اس طرح لفظ اللہ کی خاص معنویت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسے Allah ہی تحریر کیا ہے اور اس لفظ کی تقدیس کو برقرار رکھا ہے۔ ماں کی چادر کا ذکر کرتے ہوئے چادر کے لفظ کو (Chador) ہی رہنے دیا ہے۔

"میری ماں کی چادر کبھی کبھی ہلکی ہوا میں لہرا کر میری طرف آنے لگتی ہے۔" "Occasionally a gust of wind catches my mother's chador and it flows towards me") 9)

موسیقی کا ذکر کرتے ہوئے الاپ کو (alap) اور راگ جونپوری کو (Raga Jounpuri) تحریر کیا ہے جبکہ استاد کو (Ustad) ہی لکھا ہے میں.. جو کہ موسیقی کا آلہ ہے اسے Bina لکھ کر واضح کیا ہے مختلف القابات و خطابات جیسے کہ صدر الصدور، نواب صاحب، مولانا، آغا صاحب، وزیر خانہ وغیرہ کو بھی اس طرح رہنے دیا ہے لفظ سوداگر کو Merchant یا Trader لکھنے کے بجائے Saudagar لکھ کر اس لفظ کی معنویت کو اجاگر کیا ہے۔ اس ناول کے ترجمے کے مطالعے کے دوران کئی اقتباسات ایسے سامنے آتے ہیں جن میں مقامی نوعیت کی خاص ماحول میں رچی بسی جزئیات کو نہایت مہارت کے ساتھ اجاگر کیا گیا ہے مترجم کی اس حکمت عملی کو The Empire writes back میں Appropriation and Abrogation کے عنوان سے زیر بحث لایا گیا ہے۔

اردو ناول کے متن اور اس کے انگریزی ترجمے کا جب عمومی جائزہ لیتے ہیں تو کچھ فرق نظر آتا ہے جیسے کہ اردو متن ☆ تقریباً ساڑھے آٹھ سو صفحات پر محیط ہے جب کہ انگریزی ناول کی ضخامت ہزار صفحات سے زائد ہے۔ اس بارے میں جب ان سے ایک انٹرویو میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اردو مسودے کی بہ نسبت انگریزی زبان میں مترجمہ ناول کی طوالت قدرے زیادہ ہے کیونکہ مجھے چند خاص چیزوں کی وضاحت درکار تھی اور یہ بات قدرے یقینی تھی کہ اردو زبان کے دو مصرعوں کے انگریزی ترجمے کی خاطر چار پانچ سطریں درکار ہوں۔(10)

Research Journal Tahqeed تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر 05، شمارہ نمبر 02، دسمبر-2024

تقریباً تین سو پچاس سے زائد مقامات پر اردو اور انگریزی متن میں کچھ تفاوت کی نشاندہی ملتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اردو سے انگریزی ترجمہ کرتے وقت کئی پیراگراف یا تو حذف کیے گئے ہیں یا مختصر (تلخیص) کیے گئے ہیں انگریزی ترجمے میں گلوسنگ (Glossing) بھی کی گئی ہے۔ کئی مقامات پر توضیحی نوٹ شامل ہیں۔ ابواب کے عنوانات میں بھی فرق موجود ہے یعنی اردو کے کئی ابواب کے عنوانات مختلف ہیں جبکہ انگریزی ترجمے میں ان کو یکسر تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اشعار کا ترجمہ آسان اور سلیس انگریزی میں کیا گیا ہے۔ ایک مصرعے کا ترجمہ بعض اوقات انگریزی کی دو سطروں میں کیا گیا ہے۔ ذیل کی سطور میں سب سے پہلے ان مقامی الفاظ کی نشاندہی کی جاتی ہے جنہیں ناول کے انگریزی متن میں برقرار رکھا گیا ہے۔

ناول کے انگریزی ترجمے میں برقرار رکھے جانے والے مقامی الفاظ

ہندوستانی ثقافتی عناصر

صفحہ:21	بیساکھ(موسم)	Baisakh
312-337	ستی(رسم)	Suttee
97-903-962	حقہ	Hooka
128	ذی قعدہ	Ziqadah
128	ہجرہ	Hejira
217	محرم	Muharram
124-980-1004	غزل	Ghazal
24-946-963	چادر	Chador
56-972	دوپٹہ	Dupatta
80-587	اوڑھنی	Orhni
24-204	بادبان	Badban
120	شربتی	Sherbati
200-216-217	کوچہ	Kucha
105	خاکی	Khaki
569	گڑھی	Garhi
84-97	بنی ٹھنی	Bani thani
610-98	چارپائی	Charpoy
86	من موہنی	Man Mohini
243	نالکی	Nalki
758	کسی	Kassi

Shirmal	شیرمال	949
Nihari	نہاری	949
Shirmal	شیرمال	949
Nihari	نہاری	949
Dasehra	دسہرہ	569
Ram lila	رام لیلا	569
	القاب و خطابات	
Maulavi sahib	مولوی صاحب	1032
Sadar us sudur	صدر الصدور	219
Sheikh ul alam	شیخ العالم	99
Agha sahib	آغا صاحب	217
Mir sahib	میر صاحب	1005
Firangee sahib	فرنگی صاحب	613
Kale sahib	کالے صاحب	991
Kaptan sahib	کپتان صاحب	24
Sahib bahadur	صاحب بہادر	611
Mai Baap	مائی باپ	24-735
Saqi	ساقی	972-999
Lala	لالہ	618
Sahib e Alam	صاحب عالم	48
Mian	میاں	81
	مذہبی تقدس کے حامل الفاظ	
Allah	اللہ	1026
Peshwa	پیشوا	130
Pandit	پنڈت	217
Shariah	شریعہ	738
Zabiha	ذبیحہ	251

Nauha	نوحہ	140
Brahman	برہمن	578
Hanafi	حنفی	573
Sunni	سنی	552
Shivaji	شیواجی	127
Devi	دیوی	758
Maulavi	مولوی	1006
Guru	گرو	865
Bismillah	بسم اللہ	160
Jumal	جمل	575
Hadd	حد	575
Gurdwara	گردوارہ	661
Qavvali	قوالی	1024
Fatava alamgiri	فتاویٰ عالمگیری	656
Tawiz	تعویذ	1024
	مغلیہ تعمیرات / مقامات	
Haveli	حویلی	618
Divan-e-aam	دیوان عام	255
Diwan-e-Khas	دیوان خاص	906
Diwan khana	دیوان خانہ	298
Hammam	حمام	903
Takht e huma	تخت ہما	992
Hauz e khas	حوض خاص	21
Hauz e shamsi	حوض شمسی	21
Chandni chowk	چاندنی چوک	1034
Sarai	سرائے	24
Haram sara	حرم سرا	631

Research Journal Tahqeed تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر05، شمارہ نمبر02، دسمبر-2024

Kucha e salamat	کوچہ سلامت	569
Gulzar e nazir	گلزار نذیر	29
Tajdar darwaza	تاجدار دروازہ	399
Aiwan	ایوان	631
Zenana	زنانہ	298
	موسیقی	
Alap	الاپ	899
Tanpura	طنبورہ	897
Bina	بینا	897
Raga jaunpuri	راگ جونپوری	897
Pakhwaj	پکھواج	897
Tilak kamoda	تلک کموڈا	73
Bhairavi	بھیروی	1046
Shahnai	شہنائی	1046
Dhrupad	دھرپد	898
Jai jaiwanti	جے جیونتی	897

متفرق الفاظ

Rubai	رباعی	160
Ustad	استاد	107
Talim	تعلیم	105
Saudagar	سوداگر	210
Mahaballi	مہابلی	1029
Sharbati	شربتی	296
Firangee	فرنگی	1033

Banjara	بنجارہ	209
Kebab	کباب	949
Shitaba	شتابہ	581
Pathar kullah	پتھر کلہ	581
Shalwar	شلوار	195
Kothi	کوٹھی	594
Bani thani	بنی ٹھنی	451
Man Mohini	من موہنی	86
Carwan	کاروان	773
Chiragh	چراغ	808
Jharoka darshan	جھروکہ درشن	484

انگریزی ترجمے میں کوڈ سوئچنگ(Code switching)

'Hai Allah!' The woman sobbed. 'Bai Ji has destroyed everything in my world!' P: 948
'Shush! Don't say sinful things! Bai Ji Sahib will be annoyed. P: 948
'Yes, Amma Jan, there is always Bari Khala: she will give her best care to Agha sahib, and I will sojourn here, free of all care. P: 953
'By Allah, Amma Jan, you breathe new life into my dead body! P: 955
I said, 'Salam alaikum', greeting him in the Indo-Muslim way. P: 39
'May our Mahabali live long? P: 902
But this is the moon of sarad punam, which appears at the beginning of winter! P: 961
'May our Mahabali live long? P: 902
A maid, appointed for the job, said bismillah, broke off a piece of food. P: 902
Heart-attracting and emotion- arousing graceful notes of the raga Bhairavi on the shahnai. P: 950
'Hai hai! He died young, so young. P: 748
'Sidi Jamadar ji, the bodies are unspoilt yet. P: 771
Mai-baap! May Your Honour's fortune be ascendant always! P: 735
Did she have ishq for Marston Blake? P: 243
The Sufi calls it 'uns'. P: 246
zabiha, that is, meat of animals slaughtered in accordance with the formalities prescribed by the Islamic law: the shariah. P: 251
He began the introductory notes of the alap in the raga Jai Jaiwanti. P: 898

Research Journal Tahqeed تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر05، شمارہ نمبر02، دسمبر-2024

Adjacent to the huge pile known as Haveli Husamuddin Haidar. Her husband, Mian Maulavi Muhammad Nazir, was connected to a Sufi silsilah, or line, p: 218
Adjacent to the huge pile known as Haveli Husamuddin Haidar. Her husband, Mian Maulavi Muhammad Nazir, was connected to a Sufi silsilah, or line, p: 375
Handfuls of ilaichi danas were distributed to all present. Qavvalis were sung. P: 1024
But inside the zenana, the real power would be in Wazir’s hands. P: 242
It was decided that the Sahib and the bibi would eat dinner together at the table. P: 252
As for my Maulavi sahib, he came in quite a while ago. P: 923
Bari Begam spoke of her nephew’s poetic prowess with obvious pride. P: 923
‘May the Hammam be auspicious? May the Mahabali enjoy comforts of the cool and the warm?’
P: 904
Only Allah knows what would have befallen had not you and the Kaptan sahib …’p: 24
The Englishman was Marston Blake, going to Arab Sarai to spend the night with his mistress. P: 24
I will decide after consulting with Bari Baji.’p: 1034
I should first speak to Manjhli Baji.p:1035
That is quite so, Janab ji. P: 769
The dancing and singing girls of Hira Mandi. P; 135
There was a large Caravan serai, perhaps as old as the Lahore Fort. P: 136
Suddenly, from somewhere inside, a loud cry arose: *Wa Husaina! Wa Husaina! P: 137*

کوڈ مکسنگ(Code mixing)

Clad in fine silk saris, stand up to the waist in the water … p: 950
The Red Haveli in Delhi, subjected to repeated acts of vandalismand war. P: 256
When the Firangee flag would be flying from its ramparts. P: 256
But your Shariah-loving temperament will gain more by travelling on the Path …….p:915
And whose own silsilah came to be called Mujaddidiya p: 915
‘I and you will never be separate, as Allah wills.p:914
Let him present himself before the Company sahib!’ p: 24
Dismissing the morning durbar, he gave himself the pleasure of reading Jahangirah’s letter p: 573
People of the Exalted Haveli, for some reason, called it Nishast.p:904
The old gentleman, who had led the nauha performance. P: 141
Now all thugs, Hindu or Muslim, cry in unison: ‘Victory to Our Mother Devi! P: 758
The blessings of the Company Raj and the peace brought by it to the country. P: 760
Ya Allah!’ they cried out, their gorge rising. P: 769
Shah Nur Khan was thankful that by Maula’s grace…… p: 772
He had recently invented a new talim. P: 113

They scented their beards and necks with the delicate attar extracted from sandalwood. P: 195

انگریزی ترجمے میں گلوسنگ(Glossing) کی چند مثالیں

Laftain (Lieutenant) p: 571
ghore jore ka kharch ('horse and dress expense')p:572
Naib Meer Moonshie (Assistant Chief Secretary) p: 571
Jahangir Dulhan (World- conquering Bride).p:572
Even the dark, elusive shama, sometimes called the Indian nightingale, could be heard of an evening.p:573
Mukhtar-e Kar (Chief Authorized Representative) p: 573
'*Inna li'Allahi wa inna ilaihi raji'un*' (Surely to God we belong and to Him we return). P: 574
The Chief Quartermaster (Khan-e Saman) p: 904
Nishast (Sitting-chamber) p: 904
Vilayat ('The Country', meaning England) p: 252
Ganjshakar (Treasury of Sugar) p: 915
Haveli (Mansion) p: 235
Lal Haveli (Red Mansion) p; 235
Chhoti Begam (Junior Lady) p: 217
Bari Begam (Senior Lady). P: 217
Manjhli Begam (Middle Lady) p: 217
kucha-e salamat ('secure alley') p:569
Haram Sara—forbidden quarters. P: 569
Divan khanah, the meeting chamber p: 298
chiragh-e dihli ('Light of Delhi) p:808
Ganjshakar (Treasury of Sugar) p: 915
patthar kulah ('stone cap') p:581
sadahkar (maker of plane gold ornaments.) p:205
Grass called 'khas' (pronounced and spelt 'cuss' or 'cuss-cuss' by the English in those days).p:629
Ram-asi, special secret language (the English spelt it Ramasee) p: 76o
Zarih-e Khas (Special Sepulchre). P: 667
Qadam Sharif (Noble Footprint) P: 670
marsiyah (or elegy upon Husain) p: 135
The nauha (poem of lament, generally performed to a simple tune without music) p: 135
The soz (a short poem of greater literary import than the nauha, performed in a raga from classical music, but without the support of any instrument at all). P: 135

Research Journal Tahqeed تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر 05، شمارہ نمبر 02، دسمبر-2024

tajdar darwazah, or crowned door.p:400
sayyidi' ('my master') p:762
Zikr (Remembrance) p: 763
gul-e-dupaharia (the Marvel of Peru, a flower that blooms after the sun is well up and closes just after midday). P: 81
orhni (a light wrap or mantle for the upper body, lighter than the more formal dupatta), p:81

نحوی ادغام(Syntactical Fusion)

Red Haveli. P: 256
Aby memsahib. P: 258
Fine silk saris. P: 950s
papiha bird. P:897
Neem twig. P: 1024
Gold mohurs. P: 720
Nauha performance. P: 140
kassi made.p:758
nautch girl. P: 768
Time-Babu'. P: 32
formal dupatta. P:81
New talim .p113

Firangee Flag. P: 256
Shariah-loving temperament p: 915
non-zabiha P: 251
keora water. P:1024
Indian begams. P: 242
Mughal mint. P: 720
Mother Devi. P: 758
Itab-attracting. P: 759
Maula's grace.p:772
Koh-i Nur diamond .p:52
banithani portrait .p:98
Respected Maulavi. P: 148

بلاشبہ ہر زبان میں ہر لفظ اور حرف منفرد شخصیت اور کیفیت کا حامل ہوتا ہے۔ جس سے کامل آگہی اس صورت میں ہی ممکن ہوتی ہے جب اس لفظ یا حرف کی تہذیبی جڑوں سے آشنائی حاصل ہو اس کے ساتھ ہر لفظ کی اپنی الگ ثقافت اور معنویت ہوتی ہے۔ جس کے درست ابلاغ اور ترسیل کے لیے گہرے فہم و ادراک کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح کسی زبان کے محاورے جو اس خطے کی روایات اور تہذیبی قدروں کے امین ہوتے ہیں اور ان کی اپنی معنوی جہتیں ہوتی ہیں جو کہ نہایت لطیف اور بعض اوقات دقیق ہوتی ہے ہر کس و ناکس کی ان تک رسائی ممکن نہیں ہوتی۔

شمس الرحمن فاروقی نے اپنے ناول کے انگریزی ترجمے میں ایسے ہی کئی الفاظ و محاورات کو برقرار رکھتے ہوئے انگریزی متن کا حصہ بنا دیا ہے۔ یوں اس فضا اور ماحول کو قائم رکھا ہے اور ترجمے کے حسن کو بھی مجروح نہیں ہونے دیا۔ خاص طور پر کئی پیشوں کی تفصیلات اور ان پیشوں سے وابستہ مخصوص الفاظ و اصطلاحات کو بھی ناول کا حصہ بنایا گیا ہے جیسا کہ خالد محمود لکھتے ہیں کہ "جو اعمال, وظائف اور واقعات یا مظاہر جس ماحول جغرافیائی یا معاشرہ میں جنم لیتے ہیں اسی میں اس کی لغت جنم لیتی ہے جو اعمال جہاں وقوع پذیر نہیں ہوتے ان کی لغت وہاں جنم نہیں لے سکتی البتہ وہ لغت درآمد کی جاتی ہے۔"(11)

ایسے ہی مختلف پیشوں میں سے ایک پیشہ ٹھگی کا بھی ہے قدیم ہندوستان میں ٹھگی پر اسراریت کے دبیز پردوں میں ملفوف ایسا پر اسرار پیشہ ہے جس میں جرم و سزا، نوسر بازی، مکاری، عیاری موجود ہے ٹھگ کا لفظ سنتے ہی لوگوں کے ذہنوں میں سنسنی دوڑ جاتی ہے 19 ویں صدی میں انگریزوں کا واسطہ بھی ایسے ہی ٹھگوں سے پڑا تھا۔ اس حوالے سے ایک انگریز پولیس افسر میڈوز ٹیلر نے اپنی کتاب "کنفیشنز آف ٹھگز" میں سردار امیر علی خان ٹھگ کے اعترافات شامل کیے ہیں جن کو پڑھ کر حیرت ہوتی ہے۔ پکڑے جانے پر جب اس سے پوچھا گیا کہ کتنے لوگوں کو مارا تو اس نے جواب دیا کہ آپ نے 971 پر ہی مجھے روک دیا ورنہ میں ہزار کا ہندسہ تو ضرور پار کر لیتا۔ ٹھگوں کی زندگی نہایت پر اسرار تھی۔ شمس الرحمن فاروقی نے بھی اسے اپنے ناول کا حصہ بنایا ہے اور ان کی مخصوص لغت کو متن میں شامل کر کے اس ماحول کی کامیاب عکاسی کی ہے۔ پھر دوسری زبان میں ان مخصوص الفاظ کے مترادفات یا متبادلات نہ ہونے کے باوجود ابلاغ میں بھی کوئی کمی نہیں ہونے دی۔ ناول کے اس باب کا مطالعہ کرتے

ہوئے ٹھگوں کی مخصوص لغت کے جو الفاظ ہمارے سامنے آتے ہیں ان میں سے چند الفاظ ذیل کی سطور میں پیش کیے جاتے ہیں طوالت کے خوف سے ان تمام الفاظ کی تفصیلات کو حذف کرتے ہوئے صرف دو تین الفاظ کی وضاحت کی جاتی ہے تا کہ معلوم ہو سکے کہ ان الفاظ کو دوسری زبان میں اسی مفہوم کے ساتھ جب تک کہ تفہیم حرف تک رسائی بھی ممکن نہ ہو تو انہیں منتقل کرنا کتنا مشکل ہے۔

انگریزوں نے ٹھگوں کے لیے سیکرٹ کلٹ ،ماس مرڈرر اور ہائی وے رابرز جیسے الفاظ استعمال کیے ہیں کلٹ (Cult) یعنی فرقہ یا مسلک کے حامل انہیں اس لیے کہا گیا ہے کہ ان کے اپنے الگ رسوم اور رواج، اصول و روایات اور طور طریقے تھے جن پر وہ سختی سے کاربند تھے۔ شمس الرحمن فاروقی نے اپنے ناول کے ابواب بعنوان "کسی" اور "مہاکالی" میں ایسے کئی چشم کشا انکشافات کیے ہیں اور کئی الفاظ استعمال کیے ہیں جیسے کہ رماسی، جھرنی، جتائی، ستہ، شیدی، سدی، اٹب اور ذکر، بھٹوت وغیرہ

مذکورہ بالا چند الفاظ صرف ایک پیشے سے مخصوص الفاظ ہیں جن کو ناول کے ترجمے میں برقرار رکھتے ہوئے خاص قسم کی فضا کو قائم رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ذیل میں چند اور الفاظ، اصطلاحات کو بھی پیش کیا جاتا ہے جو کہ دوسرے شعبوں اور مقامی تہذیبوں سے متعلق ہیں اور خاص معنویت کے حامل ہیں۔ انہیں کسی دوسری زبان میں ڈھالنا ان کے مفہوم میں گویا ملاوٹ کے مترادف ہے۔

جب ہم القاب و خطابات کو ناول کے متن میں دیکھتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ ترجمہ کے متن میں ان القابات کو شامل کر کے اجنبی پن اور غرابت کا احساس بڑھا دیا گیا ہے ۔ لیکن یہ القابات و خطابات تہذیب ہند کے کئی عناصر کو اجاگر کرتے ہیں۔ بعض جگہوں پر مترجم نے گلوسنگ کے ذریعے ان کی وضاحت ہدفی زبان میں کی ہے لیکن اصل الفاظ کو بھی ترجمے کا جزو بنا کر ایک تہذیب کے کامل ابلاغ کی کاوش کی ہے پھر دنیا کے مختلف خطوں میں موسموں کا فرق ہے۔ ہمارے ہاں چیت بیساکھ وغیرہ کے موسم خاص کیفیت کے عکاس ہیں۔ جیسا کہ اس موسم میں گندم کی کٹائی اور بیساکھی کے تہوار وغیرہ تو شمس الرحمن فاروقی جب لکھتے ہیں کہ وسط بیساکھ کے دن تھے ------،----۔ اور اس کا ترجمہ (12) ......It was middle of Baisakh کرتے ہوئے لکھتے ہیں تو صرف لفظ بیساکھ کو ہی برقرار نہیں رکھا بلکہ اس اس خاص موسمی کیفیت کو قائم رکھتے ہوئے اسے تہذیبی تحفظ بھی دیا گیا ہے۔

ہنر اور ثقافت کی بات کی جائے تو قالین بافی بھی ایک ہنر کاری اور دستکاری ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے ناول کے شروع کے ابواب میں لفظ تعلیم کو جو کہ قالین بافی کی ایک اصطلاح ہے انگریزی ترجمے میں اس کا کوئی متبادل لفظ دینے کے بجائے جو کہ یقیناً موجود بھی ہیں اس کو بعینہٖ ترجمے میں شامل کیا گیا ہے اور قالین بافی کی لغت کی ثقافتی اقدار کو بھی انگریزی ترجمے کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔

حقہ، پان، چلم وغیرہ ہندوستانی تہذیب کی خاص علامتیں ہیں دیہی علاقوں میں حقہ نوشی کا رواج زمانہ قدیم سے ہی ہے۔ شمس الرحمن فاروقی نے انگریزی ترجمے میں لفظ حقہ کو برقرار رکھتے ہوئے ہندوستانی ثقافت کی ایک بڑی علامت کو تہذیبی تحفظ دیا ہے۔

مہابلی کا لفظ بھی ناول کے متن میں کئی بار استعمال ہوا ہے اس لفظ کی اپنی معنویت ہے اس کے معنی بڑی طاقت والا یا عظیم طاقت والے کے ہیں ہندی زبان میں مہابل بڑی جنگ کو بھی کہتے ہیں اور اس جنگ میں فاتح ٹھہرنے والے مہابلی کہلاتے تھے اس کا ذکر رامائن مہابھارتہ اور پران میں بھی ملتا ہے بعد میں یہ لقب حکمرانوں اور نوابوں کے لیے استعمال ہونے لگا اس لفظ کو بھی انگریزی متن میں یوں ہی برقرار رکھا گیا ہے۔

تعلیم (Talim) کا لفظ قالین بافی کی لغت کا ایک اہم لفظ ہے اسے بھی ترجمے میں برقرار رکھا گیا ہے حالانکہ تعلیم کے لیے انگریزی میں کئی متبادل الفاظ موجود ہیں جبکہ استاد کے ملیسیرٹو (Maestro) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے مگر کون سے استاد کے لیے! غالب اور ذوق کے لیے جو اپنے فن کے استاد اور آقا تھے جبکہ موسیقی کے اساتذہ فن کے لیے بھی (Maestro) کا لفظ استعمال کیا گیا۔

اوڑھنی (Orhni) کا لفظ جو کہ مشرقی تہذیب کی خاص علامت ہے اور جمالیاتی آہنگ اور حسن و رعنائی کا پیکر ہے۔ اس لفظ کو بھی ترجمے میں برقرار رکھا گیا ہے جبکہ بنجارے (Banjaray) کے لفظ کے ساتھ بھی ثقافت تسلسل سے چلتی ہے اور یہ لفظ خاص معنویت کا حامل ہے ناول میں اس لفظ کی وضاحت یوں کی گئی ہے۔

Research Journal
Tahqeed
تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر05، شمارہ نمبر02، دسمبر-2024

" چنڈاول دستے کے ساتھ ہی ساتھ غلہ فروشان چلتے تھے۔یہ بنجارے کہلاتے تھے10 / 12 ہزار لڑھیوں پر اپنا مال لادے ہوئے یہ چیونٹی کی چال چلتے اور ساری فوج کو بھی ان کی چال چلنی پڑتی ۔" (13)

شربتی (Sherbati) ہندوستان میں آنکھوں کی مخصوص رنگت کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہے اور انگریزی ترجمے میں بھی اسی طرح شامل کیا گیا ہے۔اس دور میں گڑ شکر پانی میں ملا کر جو شربت تیار کیا جاتا تھا اس کا رنگ سنہری اور ہلکا سرخ ہوتا تھا اسی مناسبت سے شربتی آنکھیں کہا گیا ہے۔نواب شمس الدین احمد کا سراپا بیان کرتے ہوئے ان کی رنگت کو میدہ شہاب (Maidah shahab) کہا گیا ہے۔میدہ اور شہاب کا مرکب یہ لفظ بھی ہمارے مقامی لفظوں میں شامل ہے میدہ جو کہ سفید رنگ کا ہوتا ہے اور شہاب یعنی سورج سنہری کرنوں والا جسے شہابی رنگ بھی کہتے ہیں اس سے نواب کی شخصیت صحیح عکاسی کی گئی ہے۔

ناول کے متن میں اس کے علاوہ بھی کئی ایسے الفاظ موجود ہیں جن کو ترجمے کے ذریعے کاملیت کے ساتھ دوسری زبان میں منقلب کرنا ممکن نہیں ہے خاص طور پر وہ مقامی الفاظ جو تہذیب ہند کا پس منظر رکھتے ہیں مگر مترجم نے ایسے الفاظ کو برقرار رکھتے ہوئے انہیں کچھ اس طرح ترجمے کے متن کا حصہ بنایا ہے کہ اجنبیت کے عنصر کو درمیان میں حائل نہیں ہونے دیا۔

آخر میں بطور ماحصل ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تخصیص و تنسیخ کی حکمت عملی کے استعمال سے شمس الرحمٰن فاروقی کے اردو ناول کا انگریزی ترجمہ لسانی اختراعات اسلوبیاتی تجربات کا وسیع میدان بن کر سامنے آتا ہے۔کیونکہ جس انگریزی کا استعمال کیا گیا ہے وہ معیاری انگریزی سے مختلف ہے۔یہ انگریزی مقامی سرزمین اور تہذیب کو چھوتی ہے اور مقامی جذبے کا اظہاریہ بن کر سامنے آتی ہے جو کہ مابعد نوآبادیاتی انگریزی کی ایک اہم خصوصیت ہے۔

اس مقصد کے لیے شمس الرحمن فاروقی الفاظ، فقروں، نحوی ڈھانچے، گرامر کے معیاری قواعد اور کئی بڑے حروف کے الٹ پھیر کے لیے تخصیص و تنسیخ کی لسانی حکمت عملیوں کو بروئے کار لائے ہیں اور اسی میں سابقے، لاحقے، سماجی، ثقافتی اصطلاحات، علاقائی الفاظ اور نئے الفاظ کی تشکیل (نیولوجزم) کو شامل کر کے انگریزی زبان کی معیاری روایت سے انحراف کرتے ہوئے انگریزی زبان کی بالادستی کو تخصیص و تنسیخ کی لسانی حکمت عملیوں کے ذریعے چیلنج کیا ہے۔ساتھ ہی ساتھ مقامی ثقافتی جزیات کو کامیابی کے ساتھ متن کا حصہ بنا کر انہیں دوام بھی بخشا ہے۔

حواشی وحوالہ جات:

1۔بل ایشکرافٹ(Bill Ashcraft) ، گرفتھ(Griffiths) ، ہیلن ٹفن(Hellen Tiffin) ، post-colonial studies, The key concepts, روٹلیج، لندن/نیویارک،۲۰۰۷ء ص:۱۳

2۔ postcolonial studies,The key concepts ص:۴

3 ۔ کچرو،بی براج، (Kackru B.Braj) The Indianization of English آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، دہلی، حیدرآباد،۱۹۸۳ء ص:۱۹۸

4۔ بل ایشکرافٹ(Bill Ashcraft) ، گرفتھ(Griffiths) ، ہیلن ٹفن(Hellen Tiffin) ، post-colonial studies, The key concepts روٹلیج، لندن/نیویارک،۲۰۰۷ء ص:۳

5۔ post-colonial studies, The key concepts. ص:۳

6۔ post-colonial studies, The key concepts. ص :ص:۶۷

7۔ فاروقی، شمس الرحمٰن، کئی چاند تھے سر آسماں، شہرزاد، گلشنِ اقبال کراچی، پاکستان،۲۰۰۶ء

8۔ فاروقی، شمس الرحمٰن،(The Mirror of Beauty)، پینگوئن بکس، دہلی،۲۰۱۳ء

9۔ فاروقی، شمس الرحمٰن، کئی چاند تھے سر آسماں، شہرزاد، گلشنِ اقبال کراچی، پاکستان،۲۰۰۶ء ص:۱۵۲

Research Journal Tahqeed تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر05، شمارہ نمبر02، دسمبر-2024

0 ا۔ سونل شاہ: مصاحبہ کار، ادبی نقاد اور ناول نگار شمس الرحمٰن فاروقی سے ایک گفتگو، ترجمہ: شفتین نصیر، انڈیالنک دہلی، ۱۷جولائی ۲۰۱۳ء

11 ا۔ خان، خالد محمود، فن ترجمہ نگاری، لفظوں کی ثقافت کا نظریہ، فکشن ہاؤس لاہور، ۹ ۲۰۱ء ص:۸ ۲۷

12۔ فاروقی، شمس الرحمٰن، (The Mirror of Beauty)، ص:۲۱

13۔ فاروقی، شمس الرحمٰن، کئی چاند تھے سرِ آسماں، ص:۱۶۰

References

1. Bill Ashcraft, Griffiths, Helen Tiffin, post-colonial studies, the key concepts, Routledge, London/New York, 2007 p.: 13
2. Postcolonial studies, the key concepts p: 4
3. Kackru, B. Braj, The Indianization of English ,Oxford University Press, Delhi, Hyderabad, 1983 p.: 198
4. Bill Ashcraft, Griffiths, Helen Tiffin, post-colonial studies, the key concepts, Routledge, London/New York, 2007, p.3.
5. Post-colonial studies, the key concepts. P.: 3
6. Post-colonial studies, the key concepts. P: P: 67
7. Farooqui, Shamsur Rehman, There were many moons in the sky, Shahrzad, Gulshan-e-Iqbal, Karachi, Pakistan, 2006.
8. Farooqui, Shamsur Rehman, (The Mirror of Beauty), Penguin Books, Delhi, 2013
9. Farooqui, Shamsur Rehman, kai chand they sarr e aasman, Shahrzad, Gulshan-e-Iqbal, Karachi, Pakistan, 2006, p: 152.
10. Sonal Shah: A Conversation with Interviewer, Literary Critic and Novelist Shamsur Rahman Farooqui, Translated by Shaftin Naseer, IndiaLink Delhi, 17 July 2013
11. Khan, Khalid Mahmood, the Art of Translation, Theory of the Culture of Words, Fiction House, Lahore, 9 201 p.: 8 27
12. Farooqui, Shamsur Rahman, (The Mirror of Beauty), p: 21
13. Farooqi, Shamsur Rahman, kai chand they sarr e aasman, p: 160